Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۷) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۱۶ - فروری سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

مدراس گورنمنٹ نے سنا ہے کہ ایک اکسپیریمنٹل ویونگ فیکٹری کے قائم ہونے کا حکم آخری صادر فرما دیا ہے۔ کام علی الفور آغاز ہونے والا ہے۔ **لارڈ** اور لیڈی منٹو ۱۴ تاریخ کو مدراس کے اہل شہر سے وداع ہو کر ۵ بجے شام کی ٹرین سے بمبئی کو روانہ ہو گئے ہیں۔ **خیال** کیا جاتا ہے کہ سر جیمس لاٹوش صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ ۱۴ نومبر کو اپنے عہدے سے سبکدوش ہوں گے اور غالب ہے کہ انکی جگہ آنریبل مسٹر ہیوٹ صاحب مامور ہوں گے۔ **سر ولیم** وارڈ جو ممبرگ کے برٹش کونسل جنرل ہیں بیان کرتے ہیں کہ ہند کے ساتھ جو جرمنی کی تجارت ہے اس میں گذشتہ دس سالوں کے عرصہ میں سو فیصدی اضافہ ہوا۔ مگر ہند کے مال کی درآمد جرمنی میں صرف پچاس فیصدی زیادتی ہوئی۔ **بحری تجارت** کی قیمت جو گذشتہ تیس سالوں کے اندر بمبئی میں داخل ہوئی اس میں ۴ کروڑ پچاس لاکھ پونڈ سے ۹ کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ تک ازدیادی ہوئی اور اسی عرصہ میں جہازوں کی باربرداری میں ۱۲ ملین ٹن سے ۳ ملین ٹن تک زیادتی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ بندرگاہ کلکتہ کے کمشنران کلکتہ بندرگاہ کی توسیع کی خاطر دس لاکھ روپیہ کے خرچ نہیں کر رہے ہیں۔ **۵ فروری** کو عید بقر کے موقع پر کلکتہ کے ہندو مسلمانوں میں بڑا فساد مچا۔ کہتے ایک مسلمان ایک گائے کو ایک تنگ راستہ سے جو ایک مندر کے پاس سے جاتی ہے نہلانے کی خاطر لئے جا رہے تھے ہندوؤں نے منع کیا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ایک جنگ شروع ہو گئی اور ساتھ ہی یورپین پولیس اور بہت سے دیسی سپاہیوں نے اس جھگڑے کو فرو کیا۔ مگر پھر بھی کئی ایک زخمی اشخاص ہسپتال بھیجے گئے مندر کو نقصان پہنچایا گیا۔ اور ایک دوکان بالکل برباد کر دیگئی۔ **جرمن سٹیمر** سلویا جب ولاڈیوسٹک سے روانہ ہو گیا تو تھوڑے عرصے بعد ایک بحری کان کے ساتھ ٹکرا گیا۔ اس سٹیمر پر پلٹن سوار تھی جن میں سے دس فوت ہو گئے اور سات آدمیوں کو سخت چوٹیں لگیں۔ **پادری** سی۔ بی اور مسز ٹل پونا کی ایم۔ ای مشن کے متعلق۔ پادری ایچ۔ ایف ڈبلیو لسٹر لاہور کی ایل۔ ایم۔ ایس کے متعلق اور پادری الیف اور مسز گڈول میسور کی ویسلین مشن کے متعلق دوسری تاریخ کو سٹیمر نام جاپانیا سے بمبئی میں اترے۔ **نیویارک** میں زنانہ کلرکوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ **میسور** کی ہندی مستورات مختلف قسم کی خیالی تصانیف کرنے کے فن میں بڑی ماہر ہیں۔ **انڈین ٹی** ایسوسی ایشن کے سکرٹری مسٹر رنسٹ ۱۱ جون کے آخر میں اپنی خدمت سے سبکدوش ہو جائینگے اور انکی عوض مسٹر جیمس بکنگم سکرٹری مقرر ہو گئے ہیں۔ **آسام** میں اتنگ مزدوری پیشہ والوں کو کام کی قلت رہتی ہے۔ **سرکار ہند** نے ۱۱۹ لاکھ تولہ چاندی دار الضرب کے لئے خریدی ہے۔ **جاپان میں** ایک نئی کیبنٹ قائم ہو گئی ہے یقین کیا جاتا ہے کہ اس سے حکومت کی پالیسی عام میں کوئی تبدیلی واقعہ نہوگی۔ ملکوئیس سائیونجی اس کے پریمیر ہیں۔ اور مسٹر کاٹو معاملات خارجیہ کے وزیر۔ **چار ہزار** چینی طلبا جنمیں لڑکیاں بھی شامل ہیں جاپان میں تعلیم پا رہے ہیں مگر ہندوستانی طلبا صرف ۲۸ ہیں۔ انکا خرچ فی کس ۱۰۰ روپیہ ہے جسمیں کھانا۔ مکان کا کرایہ اور کتابیں وغیرہ شامل ہیں۔ **ہز ایکسلنسی** سر آغا خان نے ہندو یونیورسٹی کے لئے چار ہزار روپیہ عطیہ میں دیا ہے۔ **کوہ** آتش فشاں ویسو ویس سے تین دھاریں لاوا کی تین طرف نکل رہی ہیں جن سے ریلوے کو بڑا صدمہ پہنچا ہے۔ لاوا کی یہہ دھاریں نیچے کے اسٹیشن تک پہنچ گئی ہیں۔ اجراؤ ہے ندسے ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ واقع کوہ اٹینا کے جوش کے ساتھ متعلق ہے جس سے بڑی بھاری مقدار آتش فشانی راکھ کی نکل رہی ہے۔ **سیستان** میں پلیگ پھوٹ پڑی ہے۔ **مظفر نگر** علاوا کی خبر ہے کہ ایک اگروال عورت پڑوسی کے ایک بچے کو مار کر اس کے خون سے نہائی ہے اس خیال سے کہ اس معصوم بچے کے خون اور جادو کے زور سے خود اس کے بچے عمر دراز ہو جائینگے سپرنٹنڈنٹ کے سیشن جج نے اسپر حبس دریائے شور کا فتوے دیدیا ہے۔ **لوکل** گورنمنٹ نے دی۔ ٹی۔ بی ہائی سکول وزیر آباد کی عمارت کے لئے دس ہزار روپیہ گرانٹ دیا ہے۔ **جاپان** کے قحط زدوں کی امداد کی خاطر ملتان میں ایک فنڈ کھولا گیا ہے۔ توقع کیجاتی ہے کہ بڑی بھاری رقم اس فنڈ میں فراہم ہو جائیگی۔ **ریاست پٹیالہ** کے زمینداروں کے درمیان پنچایت کا انتظام ہو گیا ہے۔ پنچ بڑے شریف اور تجربہ کار لوگ ہیں اور اپنا کام بڑی خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں امید ہے کہ زمیندار اب تعدد عدالتوں میں جانے سے بچ جینگے۔ **بھگت** ایشور داس ایم۔ اے۔ وکیل چیف کورٹ پریزیڈنٹ لالہ دوارکا داس ایم۔ اے۔ پلیڈر و لالہ راجپت رائے پلیڈر رائے صاحب ملارام ڈپٹی اگزامینر وائس پریزیڈنٹ لالہ درگا داس بی اے پلیڈر سکرٹری بخشی ٹیک چند ایم۔ اے اسسٹنٹ سکرٹری۔ رائے بہادر بخشی سوہن لعل پلیڈر سکرٹری انچارج۔ اراضیات متعلق کالج۔ لالہ اندر بھان اکونٹنٹ و کو آنس اکونٹنٹ۔ یہہ سب صاحبان ڈی۔ اے وی کالج لاہور کے انتظامیہ کمیٹی کے عہدداراں مقرر ہوئے ہیں۔ رائے **صاحب** سیٹھ لکھمی چند نے ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ایک موٹر کار منگوائی ہے۔ انکا ارادہ ہے کہ پشاور کو اس کے ذریعہ مسافر لیجایا کریں۔ **پٹیالہ** میں ہولی کے موقع پر ۱۰ مارچ سے ۱۹ مارچ تک گھوڑوں اور مویشیوں کی نمائش ہوگی۔

ایڈیٹوریل نوٹس

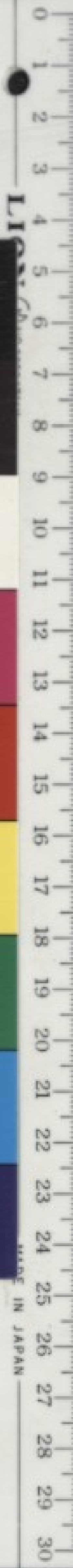
ہند میں مسیحیت کی آئندہ حالت کیا ہوگی؟

پس مسیحیت نے ہندوازم پر کیا اثر ڈالا ہے؟ ہم مشن کے نمائشی نکتہ چینوں کی زبان سے بہت کچھ سُن رہے ہیں کہ ہند میں مسیحیت اب ناکامیاب ہے۔ مگر ایسے نکتہ چین لوگ (افسوس ہے کہ انہیں بہت سے برطانوی اور امریکن سیاح بھی شامل ہیں) اِس بات پر خیال نہیں کرتے کہ ہند میں مشنری کام کو شروع ہوئے بہت ہی تھوڑا عرصہ گذرا ہے۔ یہہ سچ ہے کہ ہند میں مسیحیت دوسری صدی مسیحی سے آئی ہوئی ہے کیونکہ سوریانی مسیحی مشرقی ساحل پر دوسری صدی سے آئے ہوئے ہیں۔ رومن کیتھولک مشنیں سولہویں صدی سے کام کر رہی ہیں اور پروٹسٹنٹ مشنیں اٹھارھویں صدی کے آغاز سے مگر تمام کوششیں اس امر میں صرف انیسویں صدی ہی سے ہو رہی ہیں۔ اب اس کا نتیجہ کیا ہوا ہے؟ سب سے پہلے مسیحیوں کی تعداد کی عارضی ترقی قابل غور ہے گبن مورخ مسیحیوں کی تعداد کانسٹنٹین کے زمانہ میں ۵ یا ۶ ملین کی بتلاتا ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ یہہ اندازہ سے کم ہے۔ اور تصور کیا جاتا ہے کہ اغلب ہے کہ ۱۰ ملین سے کم تعداد اسوقت نہو گی دیسی مسیحیوں کی تعداد سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں ۲ ۳/۴ ملین تھی۔ یہہ اضافہ بحساب ۳۰ فیصدی کا ہے یعنی عام آبادی کا ۱۲ اگنا سنہ ۱۹۰۱ء سے اضافہ بحساب ۱۲ فیصدی ہوا۔ وجہ ترقی تعداد مسیحیان ان سالوں میں یہہ تھی کہ ہندو اور دیگر قومیں اس عرصہ میں بہت سی مسیحی ہو گئی تھیں۔ اگر مسیحیت کی ترقی اسی حساب سے ہوتی رہتی تو پچاس ساٹھ سالوں میں ہندوستانی مسیحیوں کی تعداد وہی ہو جاتی جو رومی سلطنت میں کانسٹنٹائن کے عہد میں تھی۔ دوسرا امر جو یہاں قابل غور ہے یہہ ہے کہ پروٹسٹنٹ مسیحی بہ نسبت رومن کیتھولک مسیحیوں کے ان تیس برسوں میں جو سنہ ۱۹۰۱ء پر ختم ہوئے زیادہ سرعت کے ساتھ بڑھتے رہے۔ پس حال کی رپورٹ ہائے مردم شماری سے دیسی مسیحیوں کی ترقی بخوبی عیاں ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحیوں کی تعداد ہندوستان میں عین اسی وقت سے ترقی کرنے لگی جبکہ مشنری جدوجہد ہند میں باقاعدہ اور مستقل طور پر عمل میں آئی۔ دیسی مسیحی نہ صرف تعداد ہی میں بڑھتے جا رہے ہیں بلکہ مرتبہ اور دولت میں بھی۔ دیسی مسیحی لوگ برہمنوں یعنی ہند کی تعلیمیافتہ گروہ کے ہمپلہ ہیں اور اغلب ہے کہ آخر کار تعلیم یافتہ برہمنوں اور محمدیوں کے برابر عالم فاضل بنجاینگے۔

لیکن بعض مقامات میں ہند کے اندر مسیحیوں کی ترقی کا بڑا مسئلہ اِس وجہ سے کمقدر سمجھا جاتا ہے کہ مسیحیت نے نیچ ذات والوں ہی میں ترقی زیادہ کی ہے۔ مگر اس بیان میں بڑا اجاری مبالغہ ہے۔ ہم یہہ ہرگز نہ کہہ سکتے مسیحیت کا اثر اب اعلیٰ ذاتوں پر نہیں رہا اِس لئے کہ وہ چھوٹی ذاتوں کو بھی اپنے اندر شامل کر لیتی ہے۔ لیکن اگر ہم ہندوستانی مسیحیوں کی تحقیق و تفتیش کریں تو ظاہر ہو جائیگا کہ اعلیٰ ذاتوں کے مسیحیوں کی تعداد بھی کسی صورت سے کم نہیں ہے اور مسیحی جماعتوں کے ہادیان و استادان اکثر وہی ہیں جو اعلیٰ ذاتوں سے مسیحی ہو گئے یا انکی اولاد میں سے ہیں۔ البتہ یہہ امر مسلمہ ہے کہ ہند کی آبادی کے وہ فرقے جنپر ہندو علم ادب اور ہندو مذہب کا بہت کم اثر ہوا ہے اکثر مسیحی ہو گئے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہے؟ یہہ وہی لوگ ہیں جو حقیر اور ذلیل اور اسباب کے بالکل ناقابل تصور کئے جاتے تھے جو کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے مگر اب مسیحیت کی منور کرنے والی تاثیر سے اعلیٰ ترین ذاتوں اور فرقوں کی ہندوستانی سوسائٹی کے ساتھ ہر سمت سے برملا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ میری رائے میں اگر اسوقت بھی ہندو سوسائٹی کی اعلیٰ جماعتوں میں سے ایک شخص بھی مسیحی نہوتا تو بھی وہ تبدیلی جو مسیحی مذہب نے ادنیٰ جماعتوں میں بہہ کامیابی کر دی ہے اِس امر کی کافی دلیل ہے کہ مسیحی مذہب نے ہند میں یگانہ فتح حاصل کی ہے بلکہ پکے ہندو جنٹلمین کی شہادت اس امر میں حسب ذیل ہے۔

"مسیحی مشنریوں نے اِس ملک میں وہ کام کیا ہے جو اسکی عظمت اور جلال پر غور کرنے والے شخص کو کسی کرامت کی عجیب و غریب کوشش معلوم ہوتی ہے۔ ادنیٰ درجہ کے لوگ یعنی ان لوگوں نے ہر قسم کی جدوجہد کے ساتھ یک لخت ایسی ترقی کر لی ہے کہ حیثیت میں وہ اتنڈ مینج سائٹی کے اول ملج پر پہنچ گئے ہیں۔ یہہ وہی قومیں ہیں جنکو قدیم ہندوستان کے دیسی حکمرانوں نے ذہن اور روح کی تنویر سے جو انسان کو خدا کی طرف سے ملی ہے بالکل معرا اور خالی تصور کرتے ہیں۔"

یہہ سوال کہ اُن لوگوں پر جنہوں نے مسیحیت کو قبول کر لیا ہے مسیحیت کا روحانی اثر کیا ہے بیہیچ اسپر غور کرنا ضروری ہے۔ مذہب کا معیار وہ زندگیاں ہیں جو اُس سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہہ کامیابی اس درجہ تک ہے جس سے افراد میں خوبیاں خاندانوں میں صلح اور جمہور میں مبارکبادی پیدا ہوتی ہے۔ اس نظر سے ہم دریافت کر سکتے ہیں کہ مسیحی مشنوں نے کہاں تک مسیحیت کے اعتبار کو تقویت بخشی ہے۔ جب ہم اعلیٰ ترین انگریزی مسیحی کا مقابلہ اعلیٰ ترین ہندی مسیحی کے ساتھ کرتے ہیں تو ان کے درمیان آسمان زمین کا فرق نظر آتا ہے۔ لیکن جب ہم اس امر پر غور کریں کہ انگلستان ایک قدیم مسیحی ملک ہے اور کہ وہاں کی قومیں صدیوں سے مسیحی دین کے زیر فیض پرورش پا رہی ہیں جبکہ ہند کے لوگوں پر مسیحیت کا اثر صرف کل کی بات ہے۔ اور جب ہم اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہیں کہ اہل ہند کے سامان کیسے ہیں اور کہ وہ مسیحیت کی اعلیٰ تعلیمات کو ابھی مکمل طور پر سمجھنے کے لیے ناقابل ہیں تو ہمنے ہندوستانی مسیحیوں کی بااُمید حالت نظر آتی ہے۔ وہ مشنری صاحبان جو کچھ مدت تک اس ملک میں رہ چکے ہیں چال چلن کے اس نمونہ پر شہادت دیتے ہیں جو مسیحیوں کی دوسری تیسری پشت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ مسیحی زندگی کی نظیر آج سے بیس تیس سال پہلے کی نسبت کچھ زیادہ خصوصیت کے ساتھ اور اعلیٰ درجہ کی نظر آتی ہے۔ ہمارا اس سے یہہ مطلب نہیں ہے کہ ہند میں مسیحی کوششوں کے نتائج میں نا اُمیدی کو جگہ نہیں بلکہ پھر بھی کوئی ایسا مشنری کا زندہ گواہ ہے جو خدا کے فضل کی عجیب مثالیں پیش نہ کر سکے۔ ڈاکٹر کتھبرٹ ہال صاحب اپنی ایک کتاب میں جو حال ہی میں انہوں نے شائع کی ہے یوں کہتے ہیں کہ میں نے وقت



پدر اور بشپ آف لاہور کا لکچر

۲۶ جنوری کے پرچہ میں ہمارے معصر نے "نبی معصوم اور بشپ صاحب" کے عنوان سے بشپ صاحب کے لکچر پر ایک بڑی طول طویل مگر محض فضول تحریر درج کی ہے۔ اور الفاظ جرم۔ جناح۔ اثم۔ خطاء ذنب وغیرہ کے الفاظ میں تاویل رکیکہ سے مگر غلط طور پر کام لیا ہے اور انکو باہم متفرق بیان فرمایا ہے اور پبلک کو دھوکا دیکر اصلیت کو مستتر کیا ہے۔ آپ نے ایسے طور پر تحریر کیا کہ گویا بشپ صاحب آپ کے سامنے لاجواب ہو گئے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ایڈیٹر بدر خود ہی دھوکے میں رہا۔ اور اپنی غلط بیانی سے اپنی نادانی تصنیف کی داد دی ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب ذرا پادری ٹھاکر داس صاحب کا مضمون "ذنوب محمدیہ" مندرجہ اخبار نور افشان مطبوعہ ۲۹، جولائی و ۲۰ و ۹ و ۱۶ ستمبر گذشتہ ۱۹۰۵ء کو ملاحظہ فرما لیتے یا اکبر مسیح کا رسالہ ابطال مرزا یعنی ضربۃ عیسوی کے صفحات ۱ لغایۃ ۳۶ و ۱۳۰ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ وغیرہ کا مطالعہ کر لیتے یا انہوں نے کسی وقت ان اوراق مذکورہ بالا کا مطالعہ بنظر انصاف کیا ہوتا تو نہ تو خود کبھی ورطۂ اغلاط میں غوطے کھاتے اور نہ ہی پبلک پر ایسا الٹا اور خلاف واقع اثر ڈالتے۔ ان ہر دو مذکورہ بالا مسیحی مصنفین نے ان تمام الفاظ کی قرآن اور حدیث کی اور دیگر دلائل سے بخوبی تشریح و توضیح کر دی ہے۔ جہاں نہ صرف مرزائیوں ہی کی خوب گت بنائی ہے بلکہ خود مرزا ہی کا قافیہ تنگ کر دیا ہے۔ ہم پھر اپنے ہمعصر ایڈیٹر بدر کو صلاح دیتے ہیں کہ "ذنوب محمدیہ" مندرجہ اخبار بابت ۱۹۰۵ء اور ضربۃ عیسوی کی پھر بغور مطالعہ فرما دیں۔ اور انصاف تو یہ ہے کہ انکو ہی ہو گا کہ اپنی تحریر ۲۶ جنوری والی کو واپس لے لیں۔ آگے آپ مالک ہیں۔

انسان اس عالم کا مرکز ہے

تمام بائبل میں مرقوم ہے کہ انسان تمام عالم کا مرکز ہے تجربہ اور علم اس امر کا شاہد ہے۔ علماء کا اس امر پر اتفاق رائے ہے۔ انسان کی زندگی اور روش ایک ناٹک ہے۔ یہہ دنیا اس کا سٹیج ہے ولوہ انسانی تواریخ اس ناٹک کا بڑا بھاری اور عجیب و غریب کھیل ہے اور چونکہ انسان تمام اشیاء کا مرکز اور اپنی طرف جذب کرنیوالی ہستی ہے لہذا دیگر تمام اشیاء اس کے ماتحت اور اسکی نسبت سے ہیں۔ یہانتک کہ عالم کے بڑے بڑے نیر اور سیارے اس کے خادم ہیں۔ "تو نے تمام چیزیں اس کے پاؤں تلے رکھی ہیں"۔ در اصل ان کے درمیان انسان ایک ادنی سی شے اور ناقابل لحاظ ہستی محض خاک کا پتلا نظر آتا ہے۔ طبعًا وہ تمام حیوانات و نباتات و جمادات و مائیات کی بہ نسبت بے سر و سامان کمزور و ناتوان اور غیروں پر انحصار رکھنے والی ہستی معلوم پڑتی ہے۔ مگر اس کی اخلاقی ذات اور روحانی قابلیتیں اسکو خلقت میں لاثانی اور یگانہ بناتی ہیں۔ "جب میں تیرے آسمانوں پر جو تیری دستکاریاں ہیں دھیان کرتا ہوں اور چاند و ستاروں پر جو تو نے بنائے۔ تو انسان کیا ہے کہ تو اسکی یاد کرے۔ اور آدم زاد کیا ہے کہ تو اسکی خبر لے تو نے اسکو فرشتوں سے تھوڑا ہی کم کیا اور شان و شوکت کا تاج اس کے سر پر رکھا۔ تو نے اس کو اپنے ہاتھ کے کاموں پر حکومت بخشی۔ تو نے سب کچھ اسکے قدم کے نیچے کیا ہے۔ ساری بھیڑ بکریاں اور گائے بیل جنگلی چوپائے اور آسمان کے پرندے اور دریائی مچھلیاں اور ہر ایک چیز جو دریا کی راہوں میں گذرتی ہے۔ اے خداوند ہمارے رب کیا ہی بزرگ ہے تیرا نام تمام زمین پر"۔

ہند کی قومی مشنری سوسائٹی پر عظام ہند کی رائیں

اس قومی مشنری سوسائٹی کے قیام اور ترکیب سے کوئی یہہ خیال نہ کرے کہ فارن مشنری صاحبان کے کام میں کسی نہ کسی قسم کا رخنہ پڑ جانے کا اندیشہ ہے یا وہ صاحبان اس کے قیام و ترکیب سے کشیدہ خاطر اور مخدور ہیں۔ نہیں بلکہ اس کی حمایت اور اعانت میں بڑے بھاری ساعی و کوشاں ہیں اور اکثروں نے اس کام میں اپنا دلی اظہار مسرت کیا ہے قابل رائیں دی ہیں۔ از انجملہ چند ایک مشتے نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین ہیں۔

رائے جیا داس صاحب رائے بہادر فیروزپور "میں ان مقاصد کے ساتھ جنکا ذکر آپ کے خط میں ہوا پوری پوری ہمدردی رکھتا ہوں"۔

جے۔ فیلڈ بریو۔ الہ آباد "اس معاملہ کے بارے میں جس قدر میں نے دعا کی اور اسپر غور کیا اسی قدر میرے اندر یہہ نقش پیدا ہوا کہ یہہ تحریک انسان کیطرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔۔۔ اس کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کے لئے میں الہام کو محسوس کرتا ہوں"۔

پادری ای۔ ایم۔ سونڈرز ایم۔ اے۔ چرچ۔ میدنا پور "میں اس بات کے معلوم کرنے سے بڑا ہی خوش ہوں کہ ہند کے مسیحیوں میں اس قسم کی سوجھ ہے۔ اور میں اسکی کامیابی کے لئے سنجیدگی کے ساتھ دعا کرتا ہوں"۔

مس لیلاوتی سنگھ۔ ازابلا تھوبرن کالج لکھنؤ "اس امر نے مجھکو سخت تحریک کر دیا ہے۔ اور جو کچھ کہ میں کر سکتی ہوں وہ سب میں دعا کے ذریعہ سے اور مالی امداد کے ذریعہ سے اس قسم کی تحریک کی خاطر کروں گی"۔

کے۔ کرشنا راؤ ایڈیٹر کرسچن پیٹریٹ۔ مدراس "میں اس خیال سے خوش ہوں۔ اور اس تحریک کے ساتھ میری قلبی ہمدردی ہے۔۔۔۔ میں اس امر کی تحریک کرونگا کہ کونسل اور اگزیکٹو کمیٹی کے علاوہ بڑے بڑے قصبوں میں لوکل کمیٹیاں بھی ہونی چاہئیں"۔

علاوہ ان کے اور بہت سی ہمدردی اور امداد و مالی و دعائیہ اور مسرت قلبی اور جوش دلی کے فقرات کرسچن پیٹریٹ میں درج ہیں مگر ہمنے یہاں صرف چند ایک کو وہاں سے نقل کیا ہے۔ جس سے بعض عظام ہند کی رائیں ناظرین معلوم کر سکتے ہیں۔

ہم اس کام کو تہہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں اور دعا اور حتی الوسع زر سے اور دیگر طرز سے اس قومی مشنری سوسائٹی کی امداد کرتے رہینگے۔ جناب مسٹر کنور سر نام سنگھ صاحب بہادر سے درخواست ہے کہ وقتًا فوقتًا اس سوسائٹی کے مقاصد و انتظام۔ کام سے مطلع فرماتے رہینگے۔

مسیحی کارندون کے لئے ہدایتیں۔ ۵۔

آزمائش میں گرفتار مدد کا محتاج ہے۔

کھوئے ہوئے کو رہبر اور بیمار کو حکیم اور غلام کو رہائی دہندے کے حاصل کرنے کے بعد بھی انسان کی احتیاج باقی رہتی ہے اب تک اُس کے تین زبردست دشمن یعنے دنیا جسم اور شیطان موجود ہیں۔ جبکہ انسان نے اپنی زندگی مسیح کے حوالے کر دی اور خدا کے بیٹے پر ایمان لاکر زندگی بسر کرنے لگا اس وقت تک بھی پرانی زندگی سے اس کا تعلق فوراً بالکل قطع نہیں ہوتا۔ پرانا انسان آسانی سے نئے آدمی کے لئے جگہ نہیں چھوڑتا۔ خدا کی نئی زندگی پیدا کرنے والی طاقت نے روح میں نئی زندگی کا اصول ڈالدیا ہے لیکن پوری زندگی آہستہ آہستہ مسیح کی شباہت میں تبدیل ہوتی جاتی ہے۔ مسیح نے اس بادشاہت کی خاصیت کا بیان مرقس ۴: ۲۶-۲۸ میں کیا ہے۔ فصل میں دیری کی وجہ یہ ہے کہ کانٹے صاف کرنے باقی ہیں اور دشمن نے کڑوے دانے بو دیئے ہیں۔ انسان کو ابھی تک مددگار کی ضرورت ہے وہ اپنے آپ میں ہرگز کامل نہیں ؛

مسیح نے نہایت عمدہ طرح سے یوحنا ۱۵: ۱-۱۱ میں اس سچائی پر زور دیا ہے پھل کا لگنا اس وقت تک ممکن ہے جب کہ ڈالی انگور میں قائم ہے۔ تندرستی اُسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جو خوراک اور دوائی ورزش کے بارے میں حکیم کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ وسیع معنوں میں آزمائش سے مطلب کسوٹی ہے ہمیشہ طاقتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر بنی آدم کو روٹی کھانے کے لئے جدوجہد کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو انسانی نسل فوراً اپنے مرتبے سے گر کر اور اپنے کیرکٹر کو کھو کر پست حیوان کی حالت میں پہنچ جاتی۔ جدوجہد طاقت کی مبارک حالت ہے۔ آزمائش دیانتداری کی کسوٹی ہے۔ اگر ہم صاف ہونا چاہتے ہیں تو میل کو دھو ڈالنا چاہئے غلطی کو نکال دینا چاہئے تاکہ سچائی فتح پاوے۔ گناہ پر فتح حاصل ہونی چاہئے تاکہ زندگی میں راستبازی سلطنت کرے۔

دعا۔ اے مسیح! تو نے اس فتح کو حاصل کیا ہے مجھے تیری فتحیاب مدد کی ضرورت ہے تاکہ میں بھی فتحمند ہوؤں فضل عنایت کر کہ میں اپنی احتیاج سے جو تیری نسبت ہے غافل نہ ہوؤں اور مجھے اپنی اس احتیاج کی نسبت غفلت کی ہلاکت سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنے پہلو کے ایسا نزدیک رکھ کہ اب سے گناہ کا تسلط مجھ پر نہ رہے ؛

۶۔ خادم۔ مالک کا محتاج ہے۔

ہر انسان خادم ہے اور ہر زندگی ایک خدمت ہے۔ اس لئے مسیحی ہوکر بھی انسان خادم ہونے سے ہٹ نہیں جاتا۔ وہ صرف مالکوں کو تبدیل کر لیتا ہے صرف گناہ پر غالب آنے کی غرض سے جدوجہد کرنا زندگی نفی کی حالت نہیں بلکہ خدا اور انسان کی خدمت کے لئے راستبازی میں ترقی کرنے سے اثبات کی حالت ہے۔ یعنے زندگی اپنے پر قابو حاصل کرنا اور دوسروں کی خدمت کرنا ہے۔ لیکن یہاں بھی مسیحی کو مالک کی ضرورت ہے۔ پولوس نے اُس کا بیان صفائی سے فلپیوں ۳: ۱۲ میں کیا ہے اُس فعل سے جس کا ترجمہ پکڑنا کیا ہے قابو پالینا مراد ہے اور پولوس کہتا ہے کہ میں اس پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہوں جس کے لئے مسیح نے مجھ پر قابو پایا ہے۔ اس فعل کا اسم ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنے امیدوار کے ہیں اور پولوس کی اصلی غرض یہ ہے کہ مسیحی مسیح کے ساتھ اپنے مالک کے گھر امیدوار ہے۔ پڑھو طیطس ۳: ۷-۱۴ ؛

اس عجیب پر زور بیان کے زور پر غور کرو وہ جوان آدمی جو امیدواری کرنا چاہتا ہے اپنی کمزوری یا کم علمی کے خیال سے یا غلطیوں میں پڑنے کے احتمال سے امیدواری سے رک نہیں جاتا۔ بلکہ ان سب کی موجودگی جلد تربیت پذیر ہونے کی زیادہ ضرورت ظاہر کرتی ہے۔ علاوہ بریں وہ شاگردی کو قبول کرنے کے لئے اس واسطے دلیر ہے کہ اسکی امید اس کے مالک پر ہے اور اپنے پر اسی حالت میں جب کہ وہ قطعی طور پر اپنے آپ کو مالک کی ہدایت کے تابع کر دے۔ اس کا بھید اس بات پر ہے کہ استاد ہر ایک غلطی کی اصلاح کریگا اور اسی طرح سے ایک دن وہ خود استاد بن جاویگا اس قسم کے مزاج سے وہ اُس کی عمدہ سے عمدہ خوبیوں کو حاصل کر لیتا ہے (فلپیوں ۳: ۱۲-۱۴)

یہ مسیحی زندگی کی تصویر ہے یہی وہ عظیم کام ہے جس کے کرنے کے لئے مسیحی خادموں کو کوشش کرنا چاہئے۔ جہاں تک وہ اپنی امیدواری کے زمانے میں مسیح کی بطور اپنے مالک کے ہمیشہ کی ضرورت محسوس کرتا رہتا ہے۔ اسی قدر اس کے لئے مضبوط مفید اور پر امید ہونا ممکن ہے ؛

دعا۔ اے خداوند! ایسا نہ ہو کہ میری زندگی بے ثمر ہو۔ میری تمام برکتیں تجھ میں ہی ہیں۔ تمام باتوں میں تو ہی میرا مالک ہو اور میں تیری ترغیب سے پہلو تہی نہ کروں ؛

مرحوم شاہ ڈنمارک کا ایک فرزند شاہ یونان ہے دوسرا شاہ ناروے۔ بڑا لڑکا ولی عہد جانشین ہوگا۔ بڑی دختر ملکہ قیصرہ برطانیہ ہیں۔ دوسری دختر والدہ زار روس ہیں۔ بروقت وفات صرف ولی عہد اور دو دختر پاس تھیں ؛

درہ خیبر کی ریلوے پر مہمندی لوگ مخالف نکلے۔ ایک دفتر اُٹھا لیا گیا ہے ؛

تحقیقات سے معلوم ہوگیا ہے کہ کپاس کے نقصان دینے والے کیڑوں کی سولہ قسمیں ہیں جنمیں سے چھ اقسام زیادہ مضر ہیں ؛

ویٹیری نری کالج لاہور کے طلبہ کے لئے بھی ایک ہاسٹل بہم پہنچانے کی تجویز ہو گئی ہے ؛

رہتک۔ گوڑگانواں۔ دہلی۔ انبالہ۔ سیالکوٹ۔ میانوالی میں چارہ بالکل نایاب ہے ؛

نواب محمد فیاض علیخان بہادر بالقابہ پریسیڈنٹ ٹرسٹیان علیگڈھ کالج مقرر ہوگئے ؛

پچھلے سال علیگڈھ کالج کی آمدنی ایک لاکھ ۴۳ ہزار تھی ؛

مرسلات

نمبر (۲۲)

کسی کوبھی کے قرضدار مت ہو یہ ایک ایسا قاعدہ ہو کہ اسکی تصدیق بائبل اور عام عقل اور انسانی تجربہ سے ہوتی ہے تاہم میرے خیال میں قرضوں کے درمیان فرق کرنا چاہئے عام بے ٹھکانہ قرضوں سے بچنا چاہئے بعض وقت قرضدار ہونا ہی روپیہ جمع کرنے کا سب سے عمدہ طریقہ ہو مثلاً تم ایک مکان اور کچھ زمین ایک ہزار ڈالر میں خریدتے ہو تم پانچ سو تو نقد دیتے ہو اور باقی کے لئے قبالہ لکھ دیتے ہو تمہارا قرضخواہ محفوظ ہو اس پر کوئی بے انصافی نہیں ہو سکتی ہے اور تمہیں بھی کفایت شعاری کرنے کے لئے ایک وسیلہ مل جاتا ہے جو اور کسی صورت سے نہیں مل سکتا اس قبالہ کا روپیہ ادا کرنا ہو اس لئے چاہئے کہ ضرورت کو رفع کرنے کے لئے اخراجات گھٹائے جاویں اس طریقہ سے بہت سے لوگوں نے گھر یا کھیت کے لئے روپیہ ادا کر دیا ہو۔

تاہم جو روپیہ تم لگاتے ہو خواہ پورا ہو یا اس کا کوئی حصہ اس کے ضائع ہونیکا احتمال ہے اگر بیماری یا بیکاری کی وجہ سے تم قبالہ کے ادا کرنے میں قاصر رہو تو ان تمام اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ایک بڑی رقم پاس ہونی چاہئے۔

اس کے متعلق میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ ہرگز کسی دوسرے شخص کی خاطر اقرارنامہ پر دستخط مت کرو خصوصاً اس وقت جبکہ تم بڑی ہو بہت سے محنتی لوگوں نے اپنے مکانوں کو کھو دیا کیونکہ انہوں نے خوش مزاجی سے راضی ہو کر کسی جان پہچان کے اقرار نامے پر دستخط کر دیئے تھے اگر تمہارے پاس اس قدر روپیہ ہو کہ تم اسے ضائع کر سکتے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ایسا کرو لیکن اپنے خاندان کے گھر کو خطرے میں مت ڈالو۔

(۷) وقت بھی کفایت کے ساتھ خرچ کرو۔ سوائے اتوار کے ہر روز کام کرو تم اس روز کام نہیں کر سکتے نہ آمدنی کے لحاظ سے اور نہ اس خیال سے کہ تم میں جتنی تندرستی اور طاقت برابر قائم ہیں۔ شاید کچھ عرصہ کے بعد تمہیں مجبوراً بیکار ہونا پڑے اس لئے جہاں تک تم سے ہو سکتا ہو کام کئے جاؤ گو تمہاری مزدوری بھی اس قدر زیادہ نہیں جس قدر کہ ہونی چاہئے تاہم کام کئے جاؤ۔

تماشہ گاہ اور گھڑ دوڑ کو جانے دو کبھی کبھی تمہارے اور تمہارے خاندان کے لئے ادھر ادھر سفر کرنا مفید ہو لیکن ان میں زیادتی نہ ہو جب تک کہ تم گھر کے لئے پورا روپیہ ادا نہ کرلو اور ایسے سفر اتوار کو تو بالکل ہی موقوف رہیں اگر سبت کے دن کی پاکیزگی میں خلل واقع ہو تو ایک وقت آئیگا کہ تمکو اور تمہارے بچوں کو سات دن تک کام کرنا پڑیگا اور مزدوری صرف چھ دن کی ملیگی۔ اگر تم کافی مضبوط اور تندرست ہو تو تم روزمرہ کے کام سے فراغت پا کر دن کے ختم ہونے تک اپنے ہی گھر پر کام کر سکتے ہو بہت سے لوگوں نے اس طرح پر کام کر کے اپنے لئے گھر بنا لیا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے اتوار کو ایسے کام کے لئے ٹھہرایا ہے آخرکار کچھ فائدہ نہ اٹھائینگے۔

(۸) کل خاندان اس بات میں مدد دے۔

بیوی اگر تندرست ہو اور بچے بھی گھر کے لئے روپیہ ادا کرنے میں کسی نہ کسی طور پر مدد دے سکتے ہیں۔ مناسب موقعوں میں یہ نظارہ کیسا اچھا معلوم دیتا ہے کہ کل خاندان اس گھر کو حاصل کرنے کے لئے جو انہی کا ہو جائیگا کفایت شعاری اور سخت محنت کرتے ہیں۔

(۹) اتفاق سے بہت کچھ بچت ہو سکتی ہو۔

اگر تمہارے پاس روپیہ ہے کہ تم جاڑوں کے لئے کوئلا جب سستا ہو یا چینی کا ایک پیپا یا گوشت کا ٹکڑا یا کھانے کا اور ضروری سامان اکٹھا خرید لو تو اس سے روپے کی بہت بچت نکل سکتی ہو اگر تمہارے پاس روپیہ نہیں ہے تو تم اور تمہارے دیانت دار ہمسائے ملکر ان چیزوں کو اکٹھا خرید سکتے ہیں اور پیچھے آپس میں بانٹ سکتے ہیں۔

ساجھے میں چیزوں کو اکٹھا خریدنے کا دستور گریٹ برٹن میں بہت مروج ہے ساجھے کی دکانیں وہاں بکثرت ہیں انکا منافع آپس میں بانٹ لیا جاتا ہے اس طریقے سے نوکری پیشہ لوگ بہت سا روپیہ گھر کے بنانے کے لئے بچا سکتے ہیں۔ اس ملک میں ساجھے کا کام بخوبی نہیں چلا ہے لیکن اگرچہ دوست یا ہمسائے باہم ملجائیں تو ممکن ہے کہ اکٹھا خریدنے سے انکو نفع ہوگا۔

(۱۰) خوردیات اور آسائش کی چیزوں میں فضول خرچی مت کرو۔

خصوصاً خوراک اور پوشاک اور اسباب کے معاملے میں ایسا نہ کرو یہی خاص ضروریات ہیں جنہیں کفایت کرنا چاہئے۔

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم۔ براہ مہربانی چند ایک سوالات غور طلب اپنے اخبار نامی وگرامی نور افشاں میں درج فرما کر بندہ کو مشکور فرما دیں۔ نہایت شفقت ہوگی

سوالات غور طلب

(۱) کیا میری زندگی خدا کو پسند ہے؟

(۲) کیا میں ہر روز بائبل کا مطالعہ کرتا ہوں؟

(۳) کیا میں اپنی سچی زندگی سے خوش ہوں؟

(۴) کیا کوئی ہے جسکو میں معاف نہیں کر سکتا؟

(۵) کیا میں نے کبھی کوئی رقم مسیح کے لئے جمع کی ہو؟

(۶) میرا دعا میں کس قدر وقت خرچ ہوتا ہے؟

(۷) کیا میں اپنے دوستوں کو مسیح کے پاس لانے کی کوشش کرتا ہوں؟

(۸) کیا میں نے کبھی دعا کا جواب حاصل کیا ہو؟

(۹) کیا کوئی ایسی چیز ہے جس کو میں مسیح کے لئے ترک نہیں کر سکتا ہوں؟

(۱۰) اب تک میں کس بات میں غلطی کرتا ہوں؟

(۱۱) میری زندگی غیر مسیحیوں کی نگاہ میں کیسی ہو؟

(۱۲) کیا اور کس قدر میں مذہبی فرائض کے لئے دے سکتا ہوں؟

(۱۳) کیا میں نے کبھی کوشش کی ہے کہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ دوں؟

(۱۴) دنیا پر میری زندگی بسر کرنے سے کیا فائدہ یا نقصان پہنچتا ہے؟

راقم ——————

آپکا مسیح میں خادم جگتوپال مسیحی - پاسٹر لائلپور

بائیبل کے نام و لقب

(مرقومہ پادری - بی بی - راے)

بائیبل ایک قسم کا سیٹھا یا سرکنڈا ہوتا تھا جسکو بِبلس (Byblos) یا پیپرس (Papyrus) کہتے تھے۔ اِس درخت کے بہتیری چھال اُتار کر قدیم زمانہ میں اِس پر لکھا کرتے تھے۔ اِس بِبلس لفظ کے لحاظ سے یونانی زبان میں کتاب کا نام βιβλος بِبلس پڑا بِبلس سے کوئی خاص کتاب سمجھی نہ جاتی تھی۔

متی ۱/۱ "یسوع مسیح کا نسب نامہ" یونانی میں نسب کا بِبلس ہے۔ لوقا ۴/۱۷ اور یسعیاہ نبی کی کتاب اُسکو دی گئی اور کتاب کھولکر وغیرہ" یہاں پر لفظ کتاب یونانی میں بِبلین - βιβλιον ہے جو بِبلس لفظ کی ایک دوسری صورت ہے۔ اِن مقامات میں بھی لفظ بِبلس سے کوئی خاص کتاب مراد نہیں ہے۔

لیکن رفتہ رفتہ یونانی مسیحی لوگ مقدس کتابوں کو خصوصیت کیساتھ بِبلیا τα βιβλια یعنی کتابیں (The books) کہنے لگے جہاں تک تحقیقات ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ مقدس کتابوں کا یہہ خاص لقب چوتھی صدی عیسوی سے پیشتر نہیں پڑا۔

اُس وقت سے لیکر تیرھویں صدی عیسوی تک یہہ لقب صیغہ جمع میں استعمال ہوتا رہا۔ تیرھویں صدی میں یہہ تبدیلی ہوئی کہ لفظ بِبلیا کو کل مقدس کتابوں کے صیغہ واحد میں استعمال کرنے لگے اسی طرح کل مقدس کتابوں کا نام الکتاب بِبلیا یا بائیبل پڑا۔ سوہم جب مقدس کتابوں کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بائیبل نہ بِبلین۔ اِس لئے ہندوستانی بائیبل کی پشت پر چھاپا جاتا ہے کتاب مقدس نہ کہ مقدس کتابیں۔

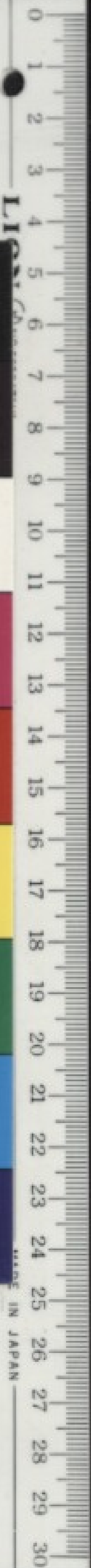
نوشتے بائیبل کو (αι γραφαι) The Scriptures) نوشتے یا پاک نوشتے The Holy Scriptures) بھی کہتے ہیں پولوس رسول اپنے عہدنامہ کے صحیفوں کو کلیہ طور پر اسی لقب سے ملقب کرتا ہے دیکھو ۲ تمطاؤس ۳/۱۵، ۱۶ "اور تو لڑکپن ہی سے مقدس کتابوں سے واقف ہے...... ہر ایک کتاب جو الہام سے ہو وغیرہ" یہاں پر کتابوں کے لئے لفظ نوشتے آتا ہے اور دیکھو متی ۲۱/۴۲ یسوع نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا وغیرہ۔ لوقا ۲۴/۳۲ تب انہوں نے آپس میں کہا جب راہ میں ہم سے باتیں کرتا اور ہمارے لئے کتابوں کا بھید کھولتا تھا وغیرہ یہاں پر نوشتوں کا بھید ہے۔ یوحنا ۵/۳۹ "تم نوشتوں میں ڈھونڈتے ہو" اعمال ۱۸/۲۴ "اپلوس...... پاک نوشتوں میں قابل تھا وغیرہ۔

اس لفظ کے مقابلے میں صیغہ واحد میں لفظ ή γραφη نوشتہ (The Scripture) آتا ہے پرنئے عہدنامہ میں یہہ لفظ کل بائیبل کے لئے استعمال نہیں ہوا مخض بائیبل کے خاص خاص مقام کے لئے استعمال ہوا انگریزی محاورہ میں مدت سے یہہ لفظ جزو کل دونوں کے لئے استعمال ہورہا ہے۔

کلام یا خدا کا کلام بائیبل کو کلام یا خدا کا کلام بھی کہتے ہیں۔ پر اس کے لئے کوئی خاص کلامی شہادت نہیں ہے۔ لوقا ۱۱/۲۸ "اُس نے کہا ہاں مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اُسے مانتے ہیں" یہاں پر خدا کے کلام سے کوئی خاص کتاب مراد نہیں ہے بلکہ احکام الہی مراد ہیں۔ مثلاً امثال ۳/۵۔

پُرانا اور نیا عہدنامہ بائیبل کے دونوں حصوں کو پرانا اور نیا عہدنامہ کہتے ہیں پولوس رسول ۲ قرنتیوں ۳/۱۴ آیت میں موسیٰ کی کتابوں کو پرانا عہدنامہ کہتا ہے اور اِسی باب کی چوتھی آیت میں اپنے کو اور اپنے ساتھیوں کو نئے عہد کے خادم بتاتا ہے۔ دوسری صدی کی تمامی کے ایام میں مسیحی بزرگوں نے اپنی اپنی تصنیفات میں انہی دو لقبوں سے یہودی اور مسیحی پاک نوشتوں کو ملقب کیا۔ لاطینی بزرگوں نے یونانی لفظ ڈی آتھیکے διαθηκη بہ معنے عہدنامہ کو رفتہ رفتہ ٹسٹامینٹم Testamentum سے وصیت نامہ لفظ میں بدل دیا اور یوں مغربی کلیسیاؤں میں بائیبل کے دونوں حصے پرانا وصیت نامہ Old Testament اور نیا وصیت نامہ New Testament ناموں سے نامزد ہوئے۔ ہماری ہندوستانی بائیبل کے دونوں حصے سابق قاعدہ کے مطابق پرانا عہدنامہ اور نیا عہدنامہ کے ناموں سے ملقب کئے گئے۔

لیکن عہدنامہ اور وصیت نامہ میں ایک قسم کی مطابقت ہے۔ آبائی اور موسوی زمانوں میں خدا کا سلوک اپنے لوگوں کے ساتھ عہد کی صورت رکھتا تھا۔ خدا نے اپنی برگزیدہ قوم کے لئے ایسی شرائط مقرر کیں تھیں کہ ان شرائط کے پورے کرنے پر اُس نے انکو روحانی و جسمانی برکت دینے کا وعدہ کیا تھا یعنے خدا اُن کے ساتھ عہد بند تھا۔ عہد کے لئے جو عبرانی لفظ آتا ہے سیپٹوجنٹ نام مشہور یونانی ترجمہ میں اُس لفظ کو ڈی آتھیکے کے لفظ سے ترجمہ کیا۔ عبرانی لفظ عہد میں وصیت بھی شامل ہے۔ خدا برکت دینے کے لئے عہد کرتا ہے۔ اب برکت اِس عہد کی وصیت ہی



وصیت نامہ تب ہی کارآمد ہوتا ہو جب وصیت کرنے والا مر جاتا ہے۔ یرمیاہ ۳۱/۳۱-۳۴ میں ایک نئے عہد کا وعدہ ہو متی ۲۶/۲۸ مرقس ۱۴/۲۴ لوقا ۲۲/۲۰ میں مسیح اپنے لہو کو نئے عہد کا لہو قرار دیتا ہے سو نیا عہد مسیح کے لہو بہانے یعنے موت کے سبب سے ایک وصیت بن گیا۔ اسی بات کے ثبوت کے لئے عبرانیوں ۹/۱۵-۱۷ وہاں دونوں عہدوں کی وصیتی صورت دکھائی گئی اور دونوں کا مقابلہ کیا گیا پس اسی وصیت کے خیال سے عہد نامہ کو مغربی کلیساؤں میں ٹسٹامنٹ کہا ۔

علم الٰہی کے مدرسوں میں اکثر پرانے عہدنامے کو عہد عتیق۔ اور نئے عہدنامہ کو عہد جدید کہتے ہیں۔ آگے ہم عہد عتیق کی نسبت چند مضامین لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

خوش طبعی

گل ہیں خوش خلقی سے مقبول نظر اے تند خو
باغ عالم میں نظر پڑتی ہے کس کی خار پر

آئیے فرصت کا وقت ہے۔ ذرا باغ کی ہوا کھائیں۔ آہ! دیکھئے یہہ پھول مرجھائے پڑے ہیں۔ غنچے کملا کے رہ گئے ہیں نازک نازک پتیوں کی خوشنما آئندہ سبزی خیرباد کہہ گئی۔ ڈالیاں دست سائل بنکے رہ گئی ہیں۔ جدھر تدھر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔ بلبل کا نالہ جگر خراش ہے قمری کی کہانی غم آموز ہے۔ شمشاد کا شباب ڈھل چکا ہے۔ سرو بیکاہ کا گم صم کھڑا کا کھڑا رہ گیا ہو۔ انہیں روشوں پر جنکے پہلوؤں میں جوان چمن زمردین پوشاکیں زیب تن کئے نشۂ شباب میں مست عجب ہی پرشوق انداز سے ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈال دیتے تھے۔ اور جہاں باد صبا ہنکتی ہوئی عجب ڈھنگ سے خرام کیا کرتی اور اٹھکھیلیاں کرتی گرتی اتراتی ہوئی ادھر سے ادھر نکل جاتی۔ آج ہائے ہم وہیں خاک کے بگولے اڑتے دیکھتے ہیں۔ جیسے یتیم بچہ اپنے مٹنے والے سرپرست کی مردہ لاش کی گود میں بیٹھا ٹکٹکی باندھے آنسو روتا اور اپنی بیکسی کا خیال آتے ہی بیتابانہ تڑپ پڑتا ہے۔ آف! بس اسی طرح باد مخالف کے تند تند جھونکوں سے کچھ کچھ بے سایہ دبے ثمر درخت کی گود میں اس کے پتے آ رہے ہیں۔ اور ان دلی بیتابیوں سے دو دو ہاتھ دبے اچھل پڑتے ہیں۔ یا یوں کہئے۔ کہ اس قدر افتاد زمانہ کے ہاتھوں ظلم سہتے سہتے نحیف و زار ہوگئے ہیں۔ کہ اپنی آہوں کے ساتھ آپ ہی ادھر کو اڑے جاتے ہیں۔ نہیں معلوم یہاں کیسی سوگواری کی آگ برس رہی ہے۔ کہ ہمارے خونی آنسو بیتابانہ گوشۂ دل سے نکل کے آنکھوں میں آنکھوں سے نکل کے پلکوں پر اور یہاں سے بھی نکلکر اس بھڑکی ہوئی آگ کے بجھانے کی آرزو لئے ہوئے خاک میں ملکے برباد ہو جاتے ہیں آہ! یہہ فقط ایک چیز کے نہونے کا گل کھلا ہوا ہے۔ وہ کیا؟ مردہ طبیعتوں میں جان ڈال دینے والی شے یعنی بہار ادھر دیکھئے۔ یہہ آسمان کے چہرہ پر کیا ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں۔ کیا بھیانک بھیانک مرقع ہے۔ کسی رشک قمر کے چہرہ کی خوبی کا عکس ممکن نہیں ہے۔ ہاں لیکن اگر یہہ کسی کی افشاں کے چھوٹے ہوئے تارے ہی لاکر اس پیلے شب کی نیلی نیلی پیشانی پر جما دیتا۔ تو بھی یہہ پردہ کسی قدر لطف ضرور دے جاتا ۔

کسی کمبخت سینہ سیاہ کی دلی کدورت کی طرح بڑھ بڑھ اور اکٹھے ہو ہو کے آنے والے لکہ ہائے سحاب جس وقت روشن کرۂ یعنی شاہد فلک کے آتشین چہرہ کا نقاب بنجاتے ہیں تو دیکھئے کس بلا کی اداسی عالم پر چھا جاتی ہے ۔

جس طرح چمن کی رونق بہار کے دم تک ہے جس طرح چاند اور تارے آسمانی چادر کو بھڑکیلی اور خوش وضع بنا دیتے ہیں اور جس طرح آفتاب کی بدولت عالم کی سبزی خوشنما آئندہ ہوتی ہے۔ بس اسی طرح اس ماتم کدۂ دنیا میں رہنے والوں کے چہرہ کی خوبصورتی کے لئے راحت کی ضرورت ہے۔ اور جبتک انسان کو روحانی آسائش و دلی اطمینان اور شادمانی حاصل نہو بشاشت ممکن نہیں۔ اور چونکہ اس زندگی میں ان کے حاصل کرنے کی امید کرنا گویا ایسے گلاب کے پھول کی خوشبو کی توقع رکھنا ہے۔ لہذا خوش طبعی وہ ذریعہ ہے جو ہماری دلی مرادیں ہماری آغوش شوق تک سمیٹ آسانی سے لا سکتا ہے۔ پس انسان کے لئے خوش طبع ہونا لازم ہے کہ علاوہ ازیں خوش طبعی ملنساری کی جان ہے۔ اگر کوئی شخص خواہ وہ ہر دلعزیز مشہور ہونے سے نالاں ہے تو عبث ہے جب اس کے ساتھ اسکی کج اخلاقی اور تند مزاجی سے متنبہ ہو جاتے ہیں۔ تو اس کے لئے یہی بہتر و مناسب ہو۔ کہ کنج لحد کی طرح گوشۂ تنہائی میں بیٹھ رہے ۔

عام بات ہو۔ کہ جہاں دو چار شخص ملکے بیٹھتے ہیں ضرور اپنے بیتے درد کی کہانیاں سنانی شروع ہو جاتی ہیں خواہ سامعین محفوظ ہوں یا نہوں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر بالفرض میرے کوئی زخم آگیا ہے۔ تو ہر کس و ناکس کے سامنے میرا خون رونا مرہم ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ صرف جراح ہی کی توجہ نافع ہو سکتی ہے۔ بزم نشاط سے اگر کوئی الم نصیب اپنی کہانی دہرانے کی وجہ سے نکلوا دیا جائے۔ تو کوئی تعجب یا معیوب بات نہیں۔ خود ایسے شخص کو یہہ حوصلہ خوشی سے قبول کر لینا چاہئے۔ کیونکہ یہی اسکی بدخصلت کا مداوا ہو سکتا ہے ۔

ناظرین باتمکین! ہماری زندگی کا وہ حصہ یادہ بیش بہا زمانہ جو صحبت میل جول اور آپس کی خوش آئند گفتگو میں صرف ہو فی الواقع انمول اور قابل فخر ہے۔ اور یہی انسانی زندگی کے سوشل بنائے جانے کا باعث و منشا سمجھا گیا ہو۔ ہمارے ہنس مکھ گنوں کی توقیر جبھی تک ہے۔ جب تک ہم اپنے سب ملنے والوں سے اخلاق سے پیش آئیں۔ اور اُس پر اُس رشتہ یا تعلق کا دباؤ نہ ڈالیں۔ جو انہیں سرنگوں کئے ہی رہنے کیلئے کافی ہوں۔ اپنے اضطراب اور پریشانی سے جس کے ہم خود شکار ہو رہے ہیں اپنے دلی دوستوں کو بھی مضمحل و پریشان رکھنا تقاضائے محبت صادق اور اقتضائے آئین رفاقت نہیں ہے۔ میرے ان لفظوں پر آپکے کان تو ضرور کھڑے ہو جائینگے۔ لیکن ذرا ایک غور کی نظر یہہ معما صاف حل کر دکھائیگی ۔

جب ہماری طرح طرح کی کیفیتیں دیکھنے والی نظریں عالم کے انقلابات دیکھتی ہیں۔ یا یہہ بھی نہ سہی خود اپنی ہی زندگی کے صفحے دہرانے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ زمانہ کے نت نئے ڈھکوسلوں اور نیرنگی کی بدولت ہماری آنکھوں دیکھتی زندگی کا کتنا کم حصہ آسائش کے ساتھ گذرا۔ تو آپنے آئے دن لگے ہی رہنے والے غم سے اپنے دوست کے عیش جانی (?) کو مکدر کرنا زیبا نہیں ہے۔ اور خاصکر اس صورت میں جبکہ اُس کا اس سے کچھ تعلق یا اُس تک دسترس نہو۔ اور یہی ہمارے عنوان کا ایک غور طلب نکتہ ہے۔ زیست زیست نہیں ہے۔ اِلّا آلایش غم سے پاک ہو۔ پس اے کشتگان رنج و عنا! استقلال و قناعت اور تسلیم کا درجہ یہی ہے۔ کہ خندہ پیشانی سے زمانہ کی افتادوں کو سہے جاؤ۔ اگر تم بتقاضائے طبع کسی بزم نشاط میں داخل بھی ہو۔ تو جناب باری تقدس و تعالےٰ پر توکل کر کے چپ چاپ نظارہ کئے جاؤ۔ جب تک کوئی خود تم سے تمہاری درد نصیب حالت کا تذکرہ نہ کرے۔ لیکن "تب" بھی موقع کا لحاظ ضرور رکھو اور

در مجلس خود راہ مدہ ہمچو منے را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

کا مصداق اپنے آپ کو نہ بناؤ۔ اور اے طبع رنگین کے شیدائیو! یہہ بھی ہمارے عنوان کے معنی سے دور ہے۔ کہ آپ بزم طرب میں جا کر گل چھپی (?) ہوئی مسند کے جویاں ہوں۔ زرق برق پوشاک کو مد نظر رکھیں گے اور کلائیوں میں گجرے زیب کئے ہوں۔ یا وہاں پھولوں کے ہار پہنائے جانے کی توقع رکھتے ہوں۔ مطلب یہہ ہے۔ کہ ہمکو ایسی اعتدالی (?) سادگی اور خوش وضعی سے رہنا چاہئے۔ جیسے کانٹے کی سوئی۔ ناظرین! میں ایک سہل سا نسخہ بتائے دیتا ہوں۔ یہہ اس قابل نہیں۔ کہ ردی میں ڈال دیا جائے۔ میرا آزمودہ ہے۔ اور میں کیا سینکڑوں بزرگوں نے آزمایا اور عمدہ پایا ہے۔ وہ کیا ہے؟ تن سے کاہلی اور من سے غم دور رکھئے۔ پھر اگر ہم جھوٹے ثابت ہوں تو جرمانہ ٭

انسانی زندگی کا حظ خوشی اور **دلی اطمینان** ہے۔ بالاتفاقات ہماری ہوسوں کو ناکامیابی کے تھپیڑوں سے کچل ڈالتے ہیں اور زمانہ کا انقلاب کے ساتھ پلہ بندھا ہوا ہے۔ خواہ ہماری بدمزاجی اُس پہلو پر سہارا لگائے یا نہ لگائے پس جب تند طبعیت ہمیں یوں بھی کام آمد نہیں ہو سکتی تو ایسا کرنا یا حاصل کرنے کی آرزو کرنا صواب نہیں ہے بیچارے **کوٹیلس** کو باوجود مفلسی تنگدستی اور ہر طرف سے ہدف ناوک ملامت ہونے کے آج تک شاکی ہوتے نہیں سنا۔ اسکی نظروں میں دنیا داروں کی وہی وقعت تھی۔ جو ایک پارسا کی نظر میں رندے پھٹ (?) کی ہوتی ہے۔ اس کا قول ہے۔ کہ اگر انسان قناعت کا عادی ہوتا تو زشت رو دلہن یعنی ناکامیابی سے اسکی جوڑی کبھی نہ ملی جاتی۔ ہم بہت سے مرد میدان اور دریا نوش اشخاص کے حالات سے واقف ہیں۔ کہ جنہوں نے رضا تسلیم۔ خوش خلقی۔ اور حب الوطنی کا کوئی درجہ چھوڑا ہی نہیں۔ اور بہت ہی عمدہ عمدہ مثالیں ہماری گمراہ طبیعت کو راہ راست پر لانے کے لئے قائم کر گئے۔ آہ! ایک ہم ہیں۔ کہ اپنی کج اخلاقی کے باعث اپنے ہم جنس اپنے ہم ملک اپنے ہم وطن اپنے ہم قوم اور آف! اپنے ہمسایہ اور عزیز و اقارب کی نظروں میں بھی اپنے لئے جگہ نہیں قائم کر سکتے۔ حضرات! زمانہ غدار اور خود اُس کے کرشمے تو ایک طرف جبکہ ہم اپنی ہی تندرستی پر اعتبار نہیں کر سکتے۔ تو بہتر ہے۔ کہ ہم اپنا ایسا مزاج بنانے کی کوشش کریں۔ جو اس کے (تندرستی) زوال پر بھی ہمارا معاون و مددگار بنا رہے ٭

اوریلیس نے وہ روحانی خوشی اور راحت قلب حاصل کی تھی۔ اور ہر ایک چیز سے جو انسانی زندگی سے چولی دامن کا تعلق رکھتی آئی ہے، اس قدر نا آشنا اور از خود فراموش ہو گیا تھا۔ کہ حد درجہ کی تکلیف بھی اُسے بہت ہی کم محسوس ہوتی تھی۔ اور پھر بھی اپنے دلی دوستوں سے کہا کرتا تھا۔ کہ اس میں بھی ایک راز پوشیدہ راز ہے۔ جو میری روح کو محفوظ کئے ہوئے ہے٭

ناظرین! میرا یہہ مفہوم نہیں۔ کہ آپ خوشی کے موقعہ پر غنچہ سا پھوٹ پڑیں۔ یا بے نشاط پیکر سرو آسا خود دست ہو کے دنیا و مافیہا سے بیخبر بن بیٹھیں۔ یا اپنی ناکامیابی یا آپڑنے والی مصیبت کے غم میں گھل گھل کے ٹین ہو جائیں بلکہ اعتدال صبر کے معنے ہیں۔ اُس سے فقط میری مراد یہ ہے جبکہ ہم نے افتاد زمانہ خندہ پیشانی سے جھیل لی تو تقاضائے امر یہ ہے۔ کہ خوشی بھی حد سے نہ بڑھ جائے۔ اور جب خوشی حالت غم میں یا اُس کے برعکس بھی ایک ہی ہے۔ تو غم بھی ہر صورت میں ایک ہی سا ہونا چاہئے یعنی دونو پلڑے ہموزن رہیں۔ زیست و صحت کا خون ہمارے آگے مرتے دم تک بہتا رہیگا۔ لیکن اسمیں ہاتھ ڈالنے کی کبھی سند نہیں۔ خواہ آپ اپنی خو کے شربت کو اسکی شیرینی کی لذت سے گاڑھا کریں یا تلخی سے منہ چڑھائیں۔ اور آنسو ٹپکائیں۔ خوشی میں خوشی منانا اتنا ہی برا ہے۔ جتنا مصیبت میں آدھے جی ہونا۔ ہنسنا ایک موقع پر اتنا ہی خلاف تہذیب مانا گیا ہے۔ جتنا کہ دوسرے موقع پر رو پڑنا غیر مناسب خیال کیا جاتا ہے خوشی میں خوشی منانا کوئی عجب بات نہیں۔ تا قابل تعریف ہے وہ شخص جو مصیبت کی گھڑیاں خوشیوں میں بسر کر دے ٭

دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے

پس امید میں خوش۔ تکلیف میں برداشت کرنے والے ہو۔ خوشوقتوں کے ساتھ خوش وقت رہو۔ خداوند میں ہمیشہ خوش رہو۔ پھر کہتا ہوں خوش رہو۔ تمہاری میانہ روی سب آدمیوں پر ظاہر ہو۔ قولِ انجیلِ جلیل ٭

راقم

الشیخ ناصر عبد اللہ از مشن کمپونڈ ہردوار

جونیر کرسچین اینڈیور کا سالانہ جلسہ

لودیانہ میں کرسچن اینڈیور کا سالانہ جلسہ تیسری فروری ۱۹۰۶ء کو بروز سنیچر کرسچین بوائز بورڈنگ سکول کے ایک وسیع باغ میں بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے منعقد ہوا۔ اس جلسے کے صدر نشین ڈاکٹر ای۔ ایم ویری صاحب تھے۔ اور اس جلسے کو صدر نشین نے دعا سے شروع کیا۔ بعد ازاں ایک عمدہ ایڈریس پریذیڈنٹ سموائل پرشاد سے دیا گیا جنہوں نے کہ نہایت خوشبیانی اور عمدہ آواز سے سنایا جسمیں چند اشعار بھی شامل تھے۔ جس کا مضمون یہہ تھا کہ گل شدہ سوسائٹی کا از سرِ نو بحال ہونا یعنی یہہ سوسائٹی کچھ عرصہ کے لئے کسی سدراہ کے سبب بند ہو گئی تھی مگر ہمارے بزرگوار جناب ہیڈ ماسٹر صاحب این سی گھوش نے خدا سے مدد پا کر اس سوسائٹی کو پھر جاری کیا اور بڑی محنت و جان نشانی سے اس کو انجام تک پہنچایا اور گاہ بگاہ اس میں بروز اتوار کو تشریف لاتے اور نصیحت کرتے تھے۔ نہ صرف یہہ بلکہ اپنی جیب سے بھی خرچ کر کے حتی الوسع کوشش کرتے رہے۔ گویا کہ یہی باغبان تھے جنہوں نے اس چھوٹے سے باغیچہ میں پھر از سرِ نو کوشش کی اور اسمیں پھول پھل پودے لگائے اور پھر ایک بار ہرا بھرا کر دیا۔

اس کے بعد ایک انگریزی گیت نہایت ہی شیریں آواز کے ساتھ کوائر کے لڑکوں سے گایا گیا۔ گیت کے ختم ہونے کے بعد ایک درس مسٹر این سی گھوش ہیڈ ماسٹر سے دیا گیا جنہوں نے کہ گیت میں سے دوسری آیت کو چن کر لڑکوں کے آگے پیش کیا۔

”آگے آگے بڑھو - تم جو بچے ہو
عیسیٰ کا نمونہ - ابھی پکڑ لو
وہ تو خوب حلیم تھا - تھا وہ تابعدار
اُس کے پیچھے ہو کے - اُسکو کرو پیار
پچھلی باتیں بھول کے - آگے بڑھنا ہے
اُس کے قد تک پہنچنا - کامل ہونا ہے“

اس آیت کو انہوں نے نہایت ہی اور خوش بیانی سے کھول کر بیان کیا۔ اور پھر انہوں نے فرمایا کہ میرے گاہ بگاہ اس سوسائٹی میں آنے سے میں نے یہہ معلوم کیا کہ اس سوسائٹی کے لڑکوں نے ہر ایک بات میں آگے بڑی ترقی کی۔

اس کے بعد ایک انگریزی نظم طالب علم نراین داس نے نہایت ہی شیریں آواز سے زبانی سنایا۔ اور پھر صدر نشین اور مسٹر آر۔ آر وہائٹ ہیڈ ماسٹر مشن سکول نے بھی چند و نصایح لڑکوں کو ان کی آیندہ ترقی کے تو کہیں۔ اور پھر طلبا کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ اُن طلبا کو جنہوں نے کہ دن رات کی سخت محنتوں سے اس کو حاصل کیا تھا۔ اور یہہ انعامات ہمارے کرمہ و معظمہ مسز این۔ سی گھوش صاحبہ کے دست مبارک سے تقسیم کئے گئے اور پھر ایک آخری درس لیڈر اینڈریو ٹھاکر داس سے دیا گیا۔ جنہوں نے سوسائٹی کی سالانہ رپورٹ بیان کی کہ اُن کے وقت میں کیسی کیسی ترقی ہوئی۔

حقیقت میں ہم اُن کے ساتھ متفق ہیں کہ انہوں نے درجہ لیڈر کو حاصل کر کے بڑی جان فشانی اور محنت سے انجام تک پہنچایا اور ان کے ضلع میں اُن کو ایک آخری یادگار میں ایک قیمتی انعام دیا گیا۔ اور اس جان فشانی اور محنت کے لئے ہم اُن کو مبارکباد کہتے ہیں اور پھر چار پائی اور مٹھائیاں جس پر کہ خورد کلاں کی نظریں تھیں لائی گئیں

راقم
ایلگزنڈر جان ہیڈ فیو از سی پی بی ہائی اسکول لودیانہ

چینی لونڈی

چند گھنٹے بعد ہو اپنے گھر واپس آیا اور معلوم کر کے کہ لڑکی ابتک بھی سوئی ہوئی ہے بڑے غصے سے بھرا ہوا اسکی چارپائی کے پاس گیا اور زور سے لڑکی کو ہلا کر کہنے لگا اگر تم فوراً اٹھ کھڑی نہ ہوگی تو چھڑیوں سے ادھیڑ ڈالونگا۔ لنگ سو نے فوراً جان لیا کہ میں کہاں ہوں اور وہ شخص جو مجھ کو دھمکا رہا ہے کون ہے۔ چلا چلا کر رونے سے ڈرتی ہوئی آہستہ سے بستر ے میں سے نکلی اور فوراً اس کے ساتھ کھیت میں جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ بیچاری اس کی آواز اور چہرے سے ایسی ڈر گئی تھی کہ نہیں جانتی تھی کہ سوائے خدمت تابعداری کے اور کیا کرے۔

اس کی عمر تو کام کرنے کے لائق نہ تھی مگر مالک نے خیال کیا بہتر ہے کہ ابھی سے اسکو معلوم ہو جاوے کہ کچھ عرصہ کے بعد اس کو کیا کرنا پڑیگا۔ چونکہ وہ پہلی بار اُس کے بلائے نہیں اٹھی تھی بلکہ سوتی رہی تھی اسکو دوپہر تک بغیر کچھ کھائے پئے کام میں لگائے رکھا۔ دوپہر کو وہ بھوکی پیاسی آہستہ آہستہ مالک کے پیچھے پیچھے گاؤں کو چلی جاتی تھی۔ اس روز چاول اسکو بہت ہی مزہ دار معلوم ہوئی اور چاولوں کی رکابی اور تھوڑا سا گوشت جو اُسے کھانے کو دیا گیا اس نے بڑے شوق سے کھایا۔ اور وہ اور چاہتی تھی مگر اس وقت اسکو اور کچھ نہ ملا لیکن جب ہو کھیت کو چلا گیا تو اس کی لڑکی نے بھوکی لڑکی کو ایک اور بڑی رکابی چاولوں کی دی۔

اسی دن دوپہر کو جبکہ ہو سو رہا تھا ہو کی بیوی اس کام سے چکا رہی جاتی تھی) اور اسکی بیٹی آرام کر رہی تھیں لنگ سو چپکی دروازہ سے باہر نکل بھاگی۔ وہ اپنی ماں کو تلاش کرنا چاہتی تھی مگر نہیں جانتی تھی کہ کس طرف کو جاوے ماں! ماں!! کہکر پکارنے لگی۔ سو چیم لا جہاں نے جسکی ساتھ وہ گاؤں کو آئی تھی اسکی آواز کو پہچانتی تھی وہ اسکو واپس لے آئی اور اپنے بیٹے کے گھر لے گئی۔

سوچم کا بیٹا ہو کی نسبت غریب تھا۔ اس کے گھر میں صرف ایک ہی کمرہ تھا نیچے کی منزل میں تو بھینس باندھی جاتی تھی اور اوپر کی منزل میں اس کا ٹبرکنبہ رہتا تھا۔ سوچم بڑی ہوئی لڑکی اس جگہ لے آئی۔

کھیاؤ جو سب سے بڑا لڑکا تھا کہنے لگا "دیکھو آن (چینی زبان میں دادی کو کہتے ہیں) ایک اور لڑکی کو گھر پر لائی ہیں اور یہہ اس چھوٹی لڑکی کی نسبت جس کو وہ ایک دفعہ پہلے لائی تھیں زیادہ بڑی اور خوبصورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ ایسی ہی بڑی کو لایا کریں کہ وہ رو دے نہیں"۔

بڑھیا نے چھوٹے لڑکے سے کہا کہ یہہ تیری بہن نہیں بلکہ ایک چھوٹی لڑکی ہے جس کا کوئی بھائی بہن ماں باپ نہیں ہے اور میں چاہتی ہوں کہ تم اسکو بہن کی طرح پیار کرو۔

لنگ تسو نے کہا۔ میری ماں اور میرے بھائی ہیں اور انہیں کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ کیا آپ مجھ کو ان کے پاس لے چلوگی"۔

سوچم نے چھوٹی لڑکی کو اپنی گود میں بٹھلاکر بیٹے پو لو کو لنگ تسو کی تمام حالت بتلائی اور کہا کہ اس چھوٹی اجنبی لڑکی پر مہربان ہو۔ کیونکہ ایک وقت میں بھی ایک غریب چھوٹی لڑکی تھی اور تمہارے دادا تسو کے باپ کے پاس فروخت کی گئی تھی تاکہ بڑی ہوکر اس کے بیٹے کی بیوی بنوں۔ آہ! اجنبیوں کے ہاتھ میں فروخت کیا جانا کیسا برا معلوم ہوتا ہے۔

کھیاؤ اپنی دادی کو جواب دینے کے بغیر اس لڑکی کے پاس گیا اور اپنے بازو اس کے گلے میں ڈال کر کہنے لگا۔ "میں تمہارا بڑا بھائی بنوں گا"۔ تمام بچوں کی مہربانی دیکھکر لنگ تسو کا دل ٹھکانے آگیا اور وہ خوشی خوشی انہیں ہنسنے کھیلنے لگی۔

راقم

این۔ پی۔ ڈی

ضروریِ اطلاع

خریدارون اور مضمون نگارون کو بڑے ادب سے اطلاع دی جاتی ہے کہ :-

(۱) اگر آپ کے ذمہ اخبار کی قیمت اب تک باقی ہو تو مہربانی سے جلد ارسال فرماویں ورنہ ۱۵ مارچ کے بعد وی۔ پی بھیجا جائیگا پھر شکایت بیجا ہوگی :-

(۲) اپنا نام اور پتہ پورا پورا صاف صاف تحریر کیا کریں کیونکہ اس صورت میں غلطی کا امکان ہوتا ہے :-

راقم

ایڈیٹر نور افشان

رسید زر

پادری۔ ٹی۔ ایل۔ پنیل واسطے ۱۹۰۶ع	عہ	مسٹر جے۔ بھائی ۱۹۰۶ع	عہ
پادری۔ وائی۔ سی۔ جی۔ ڈوڈ	مہ	مسٹر جے۔ کے۔ کر۔	عہ
پادری الف۔ جے نیوٹن واسطے ریڈنگ روم جالندھر	عہ	مسٹر لوسی۔ جاج	مہ
بابو یعقوب پلول	عہ	مسٹر سموئیل لبدیو	عہ
پادری پربھو داس	عہ	مسٹر محمد شاہ جادو	عہ
پادری۔ ایچ۔ بینٹ واسطے ۵ کاپی	[illegible]		

اخبار تحفۂ سرحد بنوں

یہہ اخبار ہر جمعرات کو آٹھ بڑے صفحوں پر مشن پریس بنوں سے چھپ کر شائع ہوتا ہے۔ صوبہ سرحدی میں سب سے پرانا اخبار یہی ہے۔ اس میں مذہبی اخلاقی۔ تواریخی اور سوانحی مع تصویر مضامین کتابوں پر ریویو مفید اور دلچسپ نظمیں بچوں کے لئے کہانی لوکل و سرحدی کے مفصل واقعات اور ادہر ادہر کی خبریں۔ غرض ہر مذاق کی خبریں درج کی جاتی ہیں اور ہر کسی کا فرض ہے کہ تکمیل و ردی تحفہ سرحد کی مدد کرے؛

جو صاحب خریداری کا قصد فرمائیں سالانہ قیمت عہ معہ محصولڈاک، بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں اور یا پہلا پرچہ بذریعہ وی پی طلب کریں۔ نمونے کے تین پرچے مفت ارسال ہوں گے۔ جو صاحب چار خریدار ہم پہنچائیں انہیں سال بھر اخبار مفت نذر ہوگا۔ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر ہو؛

منیجر اخبار تحفۂ سرحد بنوں (صوبہ شمالی مغربی سرحدی)

اشتہار

سالانہ میلہ منڈی اسپان اور مویشی جلال آباد ضلع فیروزپور کا یکم مارچ سے ۳ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء تک رہیگا سرکاری انعامات اسپان کو موجب منظوری گورنمنٹ ۵۰ ملےگا۔ اور اسی طرح مال مویشی کو انعام ۵۰ روپیہ سرکار سے اور ڈسٹرکٹ فنڈ سے ملیگا۔ علاوہ اس کے شتران اور بھینس اور دیگر مویشی کہ جن کے لئے سرکاری انعامات مقرر نہیں ہوا۔ اُن کو کورٹ آف وارڈس ریاست ممدوٹ سے انعام ملیگا؛

اس میلہ میں خرید و فروخت ہر قسم کے جانوروں کی بکثرت ہوتی ہے اور ۱۰ ماہ فروری سنہ ۱۹۰۶ء سے ریل فیروزپور سے جلال آباد تک جاری ہوگئی ہے۔

المرقوم ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

المشـــــــــتہر

منیجر ریاست ممدوٹ زیر کورٹ آف وارڈس

ضرورت

یونائیٹڈ پریسبٹیرین پریسبٹیری گوجرانوالہ کے تحت موضع جلال پور بھٹیاں میں ایک لائق۔ دیندار تجربہ کار مناد کی ضرورت ہے جو ہندوں اور مسلمانوں میں اچھی طرح مسیح کی خدمت کر سکے تنخواہ مبلغ پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار ہوگی اور اگر کبھی لیڈی مشنری صاحبان وہاں گرلس سکول کھولنا مناسب سمجھیں تو اس کی بیوی کو بھی حسب لیاقت کام ملیگا تمام درخواستیں معہ نقول سندات پریسبٹیرین کے کلرک کے پاس آنی چاہئیں؛

المشـــــــــتہر

پادری برکت مسیح کلرک پریسبٹیرین گوجرانوالہ پنجاب

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکیمانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً چالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر پنشن نہیں دیتا ہے اس میں مناد کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر صاحب خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے۔

درخواست کی جاتی ہے کہ جو صاحب اس فنڈ میں شریک ہوں ان دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں؛

المشـــــــــتہر

پادری ڈاؤڈ جے۔ کلارک منیجنگ ڈائرکٹر نولکھا لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۶
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک 〃 ۶ ۸/ 〃 ہے ۸/
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۶	ہے	ے
چوتھائی کالم	ہے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	ہیعہ
پورا کالم	عہ	ہیعہ	معہ
پورا صفحہ	معہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے تکرار فی سطر روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول ۲ عہ
〃 〃 〃 〃 〃 معہ محصول ۲ ہے
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا۔ پڑوال غبار۔ پھولا۔ نیل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک یہہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سرمہ سفید اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص میرونی ماشہ بیس روپیہ مصری فی تولہ ۲ محصول ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ؛ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ آہلو والیہ مقام ٹبار ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید شے ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بہتر اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جنکو آنکھ آ گئی ہو۔ جالا اور کمزوری نظر ناخنہ ابتدائی موتیا بند کی جھلی کا زخم اور ان سے پیدا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس بات ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہان لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس بات میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے میرے کا سرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ایم - بی سانگی صاحب بہادر ایم ڈی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے فائدہ بخش اثر کی بابت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ لوتم دیوی نمبر ۲۵ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اور اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ان میں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آ گیا تھا کہ وہ ہیں ہاتھ کی بھی نہیں پڑھ سکتی تھی اور جن اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا نتیجہ یہہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و کمشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ؛

۳ - میں نے میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاص کر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لعل گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ؛

۴ - میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ جو میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ آہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ؛

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرہ کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب ۲۵ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے ؛

پادری آر ڈی ٹرلیسی صاحب ایڈیٹر و منیجر نور افشان کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ دائلی کے اہتمام سے چھپا